سوال

(23) نماز کے مستحبات اور مباحات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز کے مستحبات اور مباحات

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(1)۔ نماز کے دوران میں آگے قریب سے گزرنے والے شخص کو روک دینا مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ"

"جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو تو وہ کسی کو اپنے آگے سے گزرنے نہ دے، اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ اس کا ساتھی (شیطان) ہے۔"[1]

جب نمازی کے آگے سترہ ہو تو تب سترے کے پیچھے سے گزر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نمازی کے آگے جگہ تنگ ہو اور آگے گزرنے کی شدید ضرورت ہو تو تب نماز ادا کرنے والا اسے پیچھے نہ ہٹائے کیونکہ اس صورت میں آگے گزرنے والا مجبور ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص حرم میں نماز پڑھ رہا ہو تو وہ بھی آگے سے گزرنے والے شخص کو نہ روکے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نماز ادا کرتے تھے تو لوگ آگے سے گزر جاتے تھے حالانکہ آپ کے آگے سترہ نہ ہوتا تھا۔[2]

جب نماز ادا کرنے والا اکیلا ہو یا امام ہو تو سب سترے کا استعمال مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا"

"جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو وہ سترہ سامنے رکھے اور اس کے قریب ہو۔"[3]

واضح رہے مقتدی کے لیے اس کے امام کا سترہ ہی کافی ہے۔

سترے کا استعمال واجب نہیں ہے کیونکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

"صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فضاء ولیس بین یدیہ شیء"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھلے میدان میں نماز پڑھائی اور آپ کے آگے کوئی شے (بطور سترہ) نہ تھی۔" [4]

سترہ باریک ہو یا موٹا یا چوڑا، اسے کھڑا کر کے رکھنا چاہیے، سترہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی طرح (ڈیڑھ فٹ کے قریب) ہونا چاہیے۔ سترہ کے استعمال میں یہ حکمت ہے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روک دے گا اور سترہ کے پیچھے جو کچھ ہو گا نمازی اس میں (نظر و فکر کر کے) مشغول نہ ہو گا۔ اور اگر کوئی شخص صحراء میں نماز ادا کرنا چاہے تو وہ کسی ایسی چیز کو سترہ بنالے جو گزرنے والے کو بآسانی نظر آجائے، مثلاً: درخت، پتھر اور لاٹھی وغیرہ۔ اگر زمین میں لاٹھی کو گاڑنا ممکن نہ ہو تو اسے چوڑائی کی صورت ہی میں اپنے سامنے رکھ لے۔

(2)۔ اگر امام قراءت کرنے وقت کلمات میں کمی بیشی کر جائے تو مقتدی لقمہ دے کر اس کی اصلاح کر دے۔

(3)۔ نماز کے دوران کپڑا اوڑھنا، اتارنا، کسی چیز کو اٹھانا، رکھنا، دروازہ کھولنا وغیرہ مباح کام ہیں۔ نماز میں سانپ اور بچھو مارنا درست ہے کیونکہ:

"أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ..... الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ)"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی حالت میں دو سیاہ موذی جانوروں سانپ اور بچھو کو مارنے کا حکم دیا ہے۔" [5]

کسی مباح کام کو بکثرت سے نہیں کرنا چاہیے الا یہ کہ اس کی شدید ضرورت ہو۔ اگر کسی نے کوئی مباح کام بلا ضرورت، کثرت سے اور لگاتار کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ چیز نماز کے منافی ہے اور خشوع و خضوع کو ختم کر دینے والی ہے۔

(4)۔ جب نمازی کو نماز کے دوران کوئی اہم معاملہ پیش آجائے، مثلاً: کوئی شخص اندر آنے کی اجازت طلب کرے یا امام بھول جائے یا کسی انسان کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ اسے متنبہ کر سکتا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ مرد تسبیح (سبحان اللہ) کہے اور عورت (ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مار کر) تالی بجا دے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

'یا أیہا الناس ما لکم حین نابکم شیء فی الصلاۃ أخذتم بالتصفیح إنما التصفیح للنساء، من نابہ شیء فی صلاتہ فلیقل سبحان اللہ".

"اے لوگو! تمھیں کیا ہو گیا ہے جب تمھیں نماز میں کوئی شے درپیش ہوتی ہے تو تم تالیاں بجانا شروع کر دیتے ہو؟ تالی عورتوں کے لیے ہے۔ جس کو نماز میں کوئی شے پیش آجائے تو وہ سبحان اللہ کہے۔" [6]

(5)۔ جب کوئی شخص حالت نماز میں سلام کا جواب دینے کا طریقہ جانتا ہو تو اسے سلام کہنا درست ہے۔ تب نمازی کو چاہیے کہ دوران نماز اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دے، البتہ زبان کے ساتھ وعلیکم السلام نہ کہے، ورنہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ وہ نماز میں آدمی سے مخاطب ہوا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد زبان سے جواب دے۔

(6)۔ نمازی حالت قیام میں ایک رکعت میں متعدد سورتیں پڑھ سکتا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ البقرۃ والنساء وآل عمران، والنساء فی رکعۃ"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ نساء کی قراءت فرمائی۔" [7]

اسی طرح نمازی دو رکعتوں یں ایک ہی سورت تکرار سے پڑھ سکتا ہے۔ یا ایک سورت کو تقسیم کر کے دو رکعتوں میں قراءت کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں کسی سورت کے آخری حصہ کو پڑھنا یا درمیان سے پڑھنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی کبھار) فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں :

قولوا ءامنا بالله وما أنزل إلينا وما أنزل إلى إبرٰهـم وإسمٰعيل وإسحٰق ويعقوب والأسباط وما أوتى موسىٰ وعيسىٰ وما أوتى النبيون من ربهم لا نفرق بين أحد منهم ونحن له مسلمون ١٣٦ ... سورة البقرة

"اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیا (علیہم السلام) دیئے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں"[8]

پڑھتے جب کہ دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کی آیت :

قل يٰأهل الكتٰب تعالوا إلىٰ كلمة سواء بيننا وبينكم ألا نعبد إلا الله ولا نشرك به شيـٔا ولا يتخذ بعضنا بعضا أربابا من دون الله فإن تولوا فقولوا اشهدوا بأنا مسلمون ٦٤ ... سورة آل عمران[9]

پڑھتے تھے۔"[10]

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد :

"فاقرءوا ما تيسر منه "

"سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو۔"[11]

میں عموم ہے، یعنی قرآن مجید کے کسی بھی مقام سے نماز میں قراءت ہو سکتی ہے۔

(7) دوران قراءت اگر ایسی آیت کی تلاوت ہو جس میں عذاب کا ذکر ہو تو نماز ادا کرنے والا اللہ کی پناہ طلب کرے اور اگر رحمت کے ذکر پر مشتمل آیت آئے تو اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرے۔ اگر قراءت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو درود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھے کیونکہ اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

یہ چند امور ہیں جو حالت نماز کے لیے مستحب اور مباح ہیں۔ ہم نے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ آپ بوقت ضرورت ان سے مستفید ہو سکیں۔ نیز آپ کو ان مسائل سے واقفیت اور بصیرت حاصل ہو۔

نماز ایک عظیم عبادت ہے اس میں وہی کام اور بات درست ہے جو ان شرعی حدود کے اندر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں، لہذا آپ ان حدود کا خیال رکھیں اور جن اُمور سے نماز مکمل ہوتی ہو یا اس میں نقص آتا ہو ان سے واقفیت حاصل کریں تاکہ آپ اپنی نماز کامل طور پر ادا کر سکیں۔

---

[1]۔ صحیح مسلم الصلاۃ باب منع المار بین یدی المصلی حدیث 506۔

[2]۔ (ضعیف) سنن ابی داود المناسک باب فی مکۃ حدیث 2016 وسنن النسائی القبلۃ باب الرخصۃ فی ذلک حدیث 759 وسنن ابی ماجہ المناسک باب الرکعتین بعد الطواف حدیث 2958 ومسند احمد 6/399 لہذا حرم میں بھی نمازی کے آگے سے گزرنے سے اجتناب کرنا چاہیے الا یہ کہ شدید مجبوری ہو۔

[3]۔سنن ابی داود الصلاۃ باب مایؤمر المصلی ان یدرا۔حدیث 698۔

[4]۔مسند احمد 1/224۔327اوپر والی روایت میں سترہ کے استعمال کے بارے میں امر کا صیغہ "فَلْيُصَلِّ إِلَى سُتْرَةٍ" آیا ہے جو وجوب کا متقاضی ہے۔لہذا سترہ رکھنا واجب ہے۔مصنف نے آگے چل کر صحراء کے بارے میں جو لکھا ہے وہ عبارت بھی سترہ کے وجوب کی تائید میں ہے۔باقی رہی ابن عباس والی روایت تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے آپ کے پاس کوئی شے نہ ہو جسے سترہ بنا لیتے۔(صارم)

[5]۔سنن ابی داود الصلاۃ باب العمل فی الصلاۃ حدیث 921وجامع الترمذی الصلاۃ باب ماجاء فی قتل الاسود فی الصلاۃ حدیث 390واللفظ لہ۔

[6]۔صحیح البخاری العمل فی الصلاۃ باب رفع الایدی فی الصلاۃ لامرینزل بہ حدیث 1218و صحیح مسلم الصلاۃ باب تسبیح الرجل و تصفیق المراۃ۔۔۔حدیث 422۔

[7]۔صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب استحباب تطویل القراءۃ فی صلاۃ اللیل حدیث 772وسنن النسائی الافتتاح باب مسالۃ القاری اذا مر بآیۃ رحمۃ حدیث 1010واللفظ لہ۔

[8]۔البقرہ۔136۔

[9]۔آل عمران/64۔

[10]۔صحیح مسلم صلاۃ المسافرین باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر۔حدیث 727۔

[11]۔المزمل 73/20۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

نماز کے احکام ومسائل: جلد01: صفحہ 127